آہ وہ یادیں! از پروفیسر ڈاکٹر محمود بریلوی - غالباً جناب مؤلف نے طبع کرائی ہے -
"سرمۂ صفت نظر" (یعنی تقسیم بلاقیمت) - پتہ: پوسٹ بکس ۵۲۹۴، کراچی ۱۲ پاکستان۔

یہ فاضل مؤلف کے نصف صدی سے زائد دورِ زندگی کا سفر نامہ ہے جسے آپ بیتی بھی کہا جاتا ہے۔ انسانی زندگی سے زیادہ دلچسپ نہ کوئی افسانہ ہو سکتا ہے، نہ ناول۔ سو یہ بریلوی صاحب کی یہ کتاب حیات بھی اپنے اندر بڑا سامانِ دلچسپی رکھتی ہے، بہت سے اسباق ملتے ہیں، بہت سے مواقع عبرت ہیں، محبتوں اور لغزشوں کے مظاہر، خوشیوں اور غموں کی تجلیات، علم اور فضل کی باتیں، خاندانی بزرگوں کے واقعات و احوال، غرضیکہ زندگی کے روشن اور تاریک مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ میرے لیے بہت حیران کن باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے بڑی شہر گردیاں کی ہیں بلکہ بیرونِ ملک بھی پہنچے ہیں۔ بعض شخصیتوں سے انہوں نے ملاقاتوں کا حال لکھا ہے۔ ان کی کثرت اور ان کا تنوع بھی عجیب ہے، پھر کمال یہ ہے کہ اپنے اور خاندان کے بچوں کی ولادت کی تاریخوں، وقت اور اس کے ساتھ زچہ خانوں کی وضاحت بھی ملتی ہے۔ کہیں وہ سر ابراہیم رحمت اللہ سے بغیر اجازت جا ملتے ہیں۔ اور اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہیں۔ کہیں وہ انڈین ڈیلی میل کے دفتر میں (اور وہ بھی بلا اجازت) گھستے ہیں اور وہاں سے بھی اپنے حق میں بظاہر ایک ناممکن فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ کہیں اکبر شاہ خاں نجیب آبادی سے ربط ہے تو کہیں میر غلام بھیک نیرنگ سے قرب۔ کہیں "ارتداد ملکانہ" کی مہم کا تذکرہ ہے تو کہیں اپنے والد کے ہاتھوں سلطانہ ڈاکو کی گرفتاری کا حوالہ۔ پھر ایک عجیب بات یہ بھی سامنے آئی کہ پروفیسر بریلوی صاحب کی ممدوح میں کچھ ایسا اضطراب ہے کہ انہوں نے بار بار کام بدلے اور اکثر بالکل نئے دائروں میں جا قدم رکھا۔ دورانِ مطالعہ مجھے یہ تاثر ہوا کہ پروفیسر صاحب اہل زمانہ، خصوصاً اپنے اعزہ سے زخم خوردہ ہیں۔ ایک دلچسپ بات جو پروفیسر بریلوی کی کشادہ دلی کی دلیل ہے، یہ ہے کہ کتاب کا آغاز مولینا احمد رضا خاں بریلوی کی تعریف سے کیا ہے۔ اور اختتام مولینا سید ابوالاعلیٰ کے لیے کلماتِ محبت لکھ کر۔

کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ اس میں بہت اچھے منتخب اشعار بر محل اور ہر شخصیت کے تذکرے اور ہر گفتگو کے دوران میں استعمال کیے گئے ہیں۔ اس سے